



ملک بھر کے آئمہ جمعہ سے ملاقات میں خطاب - 27 / Jul / 2022

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱)

و الحمد للہ رب العالمین و الصلّٰة و السّلام علی سیدنا محمد و آلہ الطاهرين سیّما بقیّة اللہ فی الارضین.

میں ملک بھر سے آئے ہوئے ایک انتہائی حساس اور انتہائی اہم مرکز میں خدمت کرنے والے تمام معزز حضرات، عزیز برادران کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور میں خوش ہوں کہ، خدا کا شکر ہے، چند سالوں کے بعد - دو یا تین سال بعد - ہم اس اجتماع کو دوبارہ قریب سے دیکھنے کے قابل ہوئے۔ اور میں اہل بیت علیہم السلام سے متعلق ایام میں اس ملاقات کو نیک شگون سمجھتا ہوں۔ عید غدیر سے لے کر مباہلہ تک اور سورہ ہل اتیٰ کا نزول اور آیت ولایت کا نزول یہ نعمتیں جو اس ہفتے میں تقریباً ان دنوں میں پائی جاتی ہیں اور موجود ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت رسول علیہم الصلّٰة و السّلام کی برکت سے وہ ہمیں اپنے راستے میں، اپنی راہ پر مضبوطی سے چلائیں گے، اور انشاء اللہ ہم اس راہ پر چلنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

مباہلہ کا دن بہت اہم دن ہے۔ مباہلہ کا دن نبوت کا دن اور ولایت کا دن ہے۔ مباہلہ کا واقعہ نبوت کی دلیل بھی ہے اور ولایت و امامت کی دلیل بھی۔ اس وجہ سے یہ دن بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مبارک راستوں میں ہمیں ثابت قدم رکھے گا۔

میں محترم جناب آقای علی اکبری کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا، ان کی کوششوں اور ان باتوں کے لیے جو انہوں نے یہاں بیان کی ہیں۔ یہاں جو کچھ کہا گیا ہے وہ مناسب اور اچھا تھا۔

میں نے کچھ نکات تیار کئے ہیں، لکھے ہیں تاکہ آپ برادران سے عرض کرسکوں۔ نماز جمعہ کی اہمیت کے بارے میں ایک بات یہ ہے کہ ہم خود جو کہ امام جمعہ ہیں، اس کام کی اہمیت کو جانیں۔ جب ایک شخص کسی کام، ذمہ داری کی اہمیت سے واقف ہو جاتا ہے، تو وہ اسے دوسرے کاموں پر ترجیح دیتا ہے اور اس کے پہلوؤں اور جوانب سے زیادہ آشنا ہوتا ہے۔ آئیے ہم خود بھی جانیں، دوسروں کو بھی بتائیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن، حکام کو یہ باتیں بتانی چاہیے تاکہ لوگوں کو معلوم ہوسکے کہ جمعہ کی نماز صرف مسجد میں ایک باجماعت نماز نہیں ہے بلکہ یہ شہر کا ایک عظیم اور اہم ماجرا ہے، اور اب میں اس کی کچھ خصوصیات بتاؤں گا۔ سب سے پہلے، ہم یہ بیان کریں گے، اور پھر ہم اس بارے میں تھوڑی بات کریں گے کہ آج ہماری جمعہ کی نماز کا حقیقی نماز جمعہ سے کتنا فاصلہ ہے۔ کوئی فاصلہ ہے بھی یا نہیں؟ واضح طور پر ایک فاصلہ ہے۔ اس خلا کو کیسے پُر کیا جائے یہ اہم ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ملک میں تقریباً 1000 یا 900 امام جمعہ ہیں، جو کہ ایک بہت اہم تعداد ہے۔ بڑے اور چھوٹے شہروں میں؛ اور انہیں کچھ بڑا کام کرنے کے قابل ہونا چاہئے! اگر ہماری نماز جمعہ - جو آج موجودہ صورتحال ہے - نماز جمعہ کی تعریف اور جمعہ کی نماز سے توقعات کے مطابق ہو، تو صورت حال اس سے تھوڑی بہتر ہونی چاہیے؛ یعنی کچھ فرق ہونا چاہیے۔ اس لیے یہ ہمارے مسائل میں سے ایک ہے جس کا اظہار میں اپنی باتوں کے دوران کروں گا اور ہمیں اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ اب یہ کوشش کون کرے گا؟ اس کوشش کا ایک حصہ خود امام جمعہ کی ذمہ داری ہے۔ امام جمعہ کو خود یہ کوشش کرنی چاہیے؛ اس کا ایک



حصہ ان معزز عہدیداروں کی ذمہ داری ہے جو تہران میں جمعہ کی امامت کے پالیسی سازی اور اجتماعی انتظامی مرکز یا دیگر مراکز میں موجود ہیں۔

لیکن نماز جمعہ کی اہمیت کے بارے میں ایک بات میں عرض کرتا چلوں کہ نماز جمعہ اپنی خصوصیات کی بنا پر مکمل طور سے ایک ممتاز فریضہ ہے۔ ہمارے پاس نماز جمعہ جیسی کوئی اور چیز نہیں ہے۔ حج ایک بہت عظیم عبادت کا مجموعہ ہے، [لیکن] جب ہم اس جمعہ کی نماز کی گہرائی میں جاتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ حج سے بھی زیادہ ممتاز ہے۔ اب میں آپ کو ان خصوصیات کی کچھ پہلو گنواتا ہوں، آپ اس کے بارے میں سوچیں، آپ کو مزید خصوصیات نظر آئیں گی خاص طور پر اب جب کہ آپ خود اس فریضے میں مشغول ہیں۔

ایک خصوصیت یہ ہے کہ جمعہ کی نماز حیات طیبہ کے دو ضروری عوامل کو جوڑتی اور ملاتی ہے۔ یہ دو عوامل کیا ہیں؟ ایک خدا کی یاد، دوسری عوامی شراکت "فَلْتُحْيِيَنَّاهُ حَيَاةً طَيِّبَةً" (2) اس حیات طیبہ کے اب کچھ ستون ہیں، لیکن اس کے سب سے اہم ستونوں میں سے یہ دو ستون ہیں: یعنی اللہ کی طرف توجہ کرنا، خدا کی طرف رجوع کرنا، علماء کے مطابق "یلی الرّبی" (3) کا مسئلہ، دوسرا عوامی شراکت اور لوگوں کا اجتماع؛ یہ دونوں چیزیں نماز جمعہ میں جمع ہوتی ہیں۔ البتہ بعض دیگر واجبات اور دیگر فرائض بھی اسی طرح ہیں لیکن اب جب ہم باقی خصوصیات کو جمع کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ جمعہ کی نماز سب سے ممتاز ہے۔ ہم نے جمعہ کی نماز کے بارے میں کہا کہ یہ دونوں خصوصیات ایک ساتھ موجود ہیں۔ "یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" بھی ہے اور "فَاسْعُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ" (4) بھی یہ صلاہ بھی ہے اور جُمُعہ بھی ہے۔ صلاہ خالص ذکر ہے، خالص ذکر ہے، اور جُمُعہ لوگوں کا اجتماع ہے۔ یعنی یہ ان خصوصیات میں سے ایک ہے اور شاید نماز جمعہ کی اولین خصوصیت۔

دوسرا، یہ اجتماعی ذکر ذکر کی برکتوں اور اثرات کا اجتماع پر نزول کا سبب بنتا ہے۔ اللہ کے ذکر کے اثرات ہیں جو قرآن میں بیان کیے گئے ہیں: "الَّا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ" (5) یہ پہلو جمعہ کی نماز میں وسعت پاتا ہے، جب سب مل کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ میں نے ایک بار اس آیت شریفہ کے ذیل میں کہا تھا "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا" (6) کہ خدا کی رسی کا تھامنا بھی اجتماعی طور سے ہونا چاہیے۔ "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا" آئیے سب خدا مل کر کی رسی کو تھامیں۔ اسلام میں اجتماع ایک عجیب چیز ہے۔ اجتماع اور عوامی شراکت اہم چیز ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ کو حساس ہونا چاہئے۔ اگر اس ہفتے آپ کی جمعہ کی نماز میں ایک ماہ پہلے کی نماز جمعہ کے مقابلے میں کم لوگ ہوں تو آپ کو فکر مند ہونا چاہیے۔ کام کی بنیاد لوگوں کی شراکت ہے۔ جب ہم کسی اجتماع میں ذکر انجام دیتے ہیں تو ذکر کے اثرات اور برکات اجتماع پر ظاہر ہوتے ہیں۔ قرآن میں ہے: "فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ"؛ (7) یہ نفع سب کیلئے ہے۔ جی ہاں، آپ جو تہجد کی نماز کمرے میں اکیلے پڑھتے ہیں، [اس کیلئے بھی] اللہ تعالیٰ آپ کو نفع پہنچاتا ہے، لیکن یہاں یہ نفع عام نفع ہے، سب کو فائدہ ہوتا ہے۔ یا "فَاذْكُرُونِي أَذْكَرْكُمْ"؛ (8) "اذکرکم"، یہ خاص الہی عنایت، ذکر کے ذریعے میسر آتی ہے؛ یہاں ذکر سے مراد اجتماعی ذکر ہے اس لیے اس کی برکات کا تعلق بھی اجتماع سے ہے۔ یا "وَ اذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" (9) اور بہت سی دوسری آیات جو قرآن میں ہیں کہ میں المعجم المفہرس سے اتنا ہی رجوع کرسکا، یہ چند آیات ہی میرے ذہن میں آئی تھیں اور میں نے انہیں ہی لکھا۔ اگر آپ رجوع کریں تو ذکر کی برکات کے بارے میں بہت سی آیات ہیں۔ یہ ایک خصوصیت ہے: اجتماعی ذکر اور اس کی برکات

اگلی خصوصیت اس امر کا تسلسل ہے۔ ہفتہ وار انعقاد، ٹھیک ہے، حج زندگی میں ایک بار ہوتا ہے - ایسا ہی ہے - لیکن یہ ہر ہفتے منعقد ہوتی ہے۔ یہ بہت اہم ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں اور میں نے تھوڑی سی تحقیق کی ہے، کسی بھی دین میں، کسی بھی جگہ، ہفتہ وار بنیادوں پر کوئی روحانی اجتماع منعقد نہیں ہوتا، جس میں کسی شہر کے لوگ یا کسی شہر کے لوگوں کا ایک بڑا اجتماع، ہر ہفتہ، ایک جگہ ایک مقام پر ملیں اور ایک مرکز میں جمع ہوں، اب اس اجتماع میں جو بھی ہو، یہ اگلا مسئلہ ہے۔ یہ ایک بہت اہم خصوصیت ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حج پر بھی اس کی ترجیح ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی لگاتار، اس ہفتے، اگلے ہفتے، اس سے اگلے ہفتے، اس کے اگلے ہفتے اور آخر تک خیر، یہ اسی نکتے کا مصداق ہے جو ہم نے دعائے کمیل میں پڑھا ہے: حَتَّىٰ تَكُونَ أَعْمَالِي وَأُورَادِي كَلْثًا وَرِدًا وَاحِدًا وَحَالِي فِي خِدْمَتِكَ سَرْمَدًا ؛ (10) سلسلہ وار۔ ایک دن میں موجود ہوں، ایک دن میں نہیں ہوں۔ ایسا نہیں۔ ایک جگہ پر موجود ہوں، ایک جگہ نہیں ہوں ؛ ایسا نہیں، میں ہمیشہ تیری خدمت میں حاضر ہوں: وَ حَالِي فِي خِدْمَتِكَ سَرْمَدًا۔ یہ ہفتہ وار اجتماع اس طرح ہے ؛ یہ "وَ حَالِي فِي خِدْمَتِكَ سَرْمَدًا" کا مصداق ہے۔

جب ایک ایسا اجتماع ہو جہاں ہر ہفتے ایک شہر کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایک مخصوص جگہ پر جمع ہو، یہ ایک مرکز بن سکتا ہے، معاشرے کے تمام اہم اور اہم مسائل کے لئے ایک مرکز ثابت ہو سکتا ہے۔ جب سب کو جمع ہونا ہوتا ہے، تو لوگوں کے اذہان میں مسائل آتے ہیں، باتیں آتی ہیں، معاشرے کی کچھ ضرورت ہوتی ہے، کچھ مسائل ہوتے ہیں۔ فکری مسائل سے لے کر سماجی خدمات تک لوگوں کے باہمی تعاون، آمادگی اور اجتماعی تحریک تک، اس مسلسل ہفتہ وار اجتماع میں ہر چیز فراہم اور موجود ہے۔ یعنی یہ فراہم ہو سکتے ہیں۔ اس کام میں اتنی اہم اور عظیم گنجائش موجود ہے۔ تو یہ ایک بہت بڑا خزانہ ہے، ایک زبردست موقع ہے جو آپ کو اور مجھے دیا گیا ہے۔

نماز جمعہ کی ایک اور خصوصیت روحانیت اور سیاست کا امتزاج ہے۔ ایسی چیز جس کا امکان دنیا دار لوگوں اور ان لوگوں کے نظر میں بہت بعید ہے جو ان امور کے بارے میں نہیں سوچتے۔ کہاں سیاست، کہاں روحانیت اور خدا پر ایمان؟ سیاست کی کچھ بنیادیں ہیں اور ظاہری اعتبار سے اسکی تمام بنیادیں یا تو خدا کی یاد اور اس کے مانند امور سے متضاد ہیں یا جدا ہیں۔ پھر سیاست کو روحانیت کے ساتھ ایک فریضے میں ملا دینا، یہ ہے اسلام کا فن ؛ یہ اسلام کا ہنر ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کی اس روایت میں [بے کہ] جمعہ کا خطیب "يُخِيرُهُمْ بِمَا وَرَدَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْأَفَاقِ وَ مِنَ الْأَهْوَالِ الَّتِي لَهُمْ فِيهَا الْمَضْرَّةُ وَ الْمَنْقَعَةُ"، ہائل یعنی ایک اہم اور بڑا معاملہ، دنیا میں جو مسائل رونما ہو رہے ہیں جن کا ہمارے معاشرے سے تعلق (11) ہے، خواہ نقصانہ ہو یا فائدہ مند، [خطیب جمعہ] ان کا اظہار لوگوں سے کرتے ہیں۔ مثال کے طور سے جوہری مسئلہ، یا یوکرین کی جنگ کہہ لیں - یہ ایک مسئلہ ہے اور جو دنیا میں پیش آیا - یا مشرقی اور مغربی سیاست کے مختلف مسائل، یہ وہ چیزیں ہیں جو ہمارے ملک، ہمارے معاشرے، ہماری زندگی اور ہماری سیاست کو متاثر کرتی ہیں۔ خطیب جمعہ ان باتوں کی وضاحت، تشریح، لوگوں کے لیے صحیح طریقے سے، کافی اور درست معلومات کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے سیاست کو روحانیت سے جوڑنا۔ وہ "اتقوا الله" - نماز جمعہ کے خطبہ میں تقویٰ کا حکم لازمی ہونا چاہیے - بھی کہتا ہے اور ساتھ ہی وہ سیاست، اس قسم کی سیاست، بین الاقوامی سیاست، اور دیگر سیاسی مسائل کا لوگوں سے اظہار کرتا ہے۔ یہ بھی ایک مسئلہ ہے جو ان خصوصیات کا [حصہ] ہے۔ میں نے کہا یقیناً اس میں اور بھی خصوصیات ہیں، اب میں نے مختصراً بحث کی ہے۔

ان مجموعی خصوصیات کے ساتھ جب ہم اس کو دیکھتے ہیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اسلامی نظام



کی نرم طاقت کے سلسلے میں جمعہ کی نماز ایک اہم کڑی ہے، کیونکہ آج جو چیز کلیدی اور اثر انگیز ہے وہ نرم طاقت ہے۔ سخت طاقت (گولی اور رائفلیں وغیرہ) اب بعد کے درجے پر ہے۔ نرم طاقت، دلوں اور ذہنوں اور جذبات کو متاثر کرتی ہے، یہ اہم ہے۔ بلاشبہ، ہماری نرم طاقت ایک طویل اور تفصیلی زنجیر نما سلسلہ ہے۔ جمعہ کی نماز نرم طاقت کے اس سلسلے کی ایک اہم ترین کڑی سمجھی جاتی ہے۔ جب ہم ان خصوصیات کو دیکھتے ہیں، تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں۔

تو کیا ہم اسلامی جمہوریہ میں نماز جمعہ کو اس بلند مقام پر پہنچانے میں کامیاب ہوئے یا نہیں؟ مجھے لگتا ہے کہ ہماری کچھ کوتاہیاں ہیں۔ اب، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، میں اس میدان میں آپ کا ساتھی ہوں۔ اس شعبے میں ہماری کچھ کوتاہیاں بھی رہی ہیں۔ کوشش کریں، ہم سب کو کوشش کرنی چاہیے، ان کوتاہیوں کو دور کرنے کے لیے۔ ہم نے کہا کہ ان میں سے کچھ خود ائمہ جمعہ کے ذمہ ہیں اور کچھ ائمہ جمعہ کی عمومی انتظامیہ کے ذمہ ہیں۔ ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہیے۔

اب ائمہ جمعہ کے بارے میں جیسا کہ ہم نے کہا کہ "کچھ چیزیں خود ائمہ جمعہ کی ذمہ داری ہیں"، کچھ چیزیں ائمہ جمعہ کے کردار و رفتار سے متعلق ہیں۔ ان میں سے بعض خصوصیات جن کا نماز جمعہ کو صحیح مقام پر پہنچانے کے لیے ہونا ضروری ہے، ان کا تعلق امام جمعہ کی شخصیت، طریقہ کار اور طرز زندگی سے ہے، جن کے دو تین موارد میں اب پیش کروں گا۔ بعض باتیں خطبات سے متعلق ہیں؛ طریقہ کار اور رفتار و کردار وغیرہ سے انکا کوئی تعلق نہیں۔ خطبات کا مواد ایسا ہو کہ نماز جمعہ کو اس کے حقیقی مقام پر لوٹا دے۔

اب اس کے بارے میں جو امام جمعہ کے طرز عمل سے متعلق ہے۔ دیکھئے عزیز بھائیو، محترم حضرات! امام جمعہ اپنی زبان سے لوگوں کو جمعہ کے دن تقویٰ کا حکم دیتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اپنے طرز عمل سے ہفتہ، اتوار، پیر، منگل، بدھ اور جمعرات کو تقویٰ کا حکم دیں۔ دوسری صورت میں اگر ہم نے جمعہ کے دن تقویٰ کی دعوت دی لیکن ہفتہ کے دن کوئی ایسا عمل انجام دیا جو تقویٰ سے مطابقت نہیں رکھتا تو یہ اس کے اثر کو مکمل طور پر باطل کر دیتا ہے۔ یعنی ایسا نہیں کہ یہ صرف ابھی کیلئے باطل کرتا ہے، بلکہ اس کا بالکل الٹا اثر ہوتا ہے۔ یہ سننے والے کو ضدی بنا دیتا ہے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ کم از کم کام جو وہ کر سکتا ہے کہ نماز میں آنا بند کر دے۔ یہ کم از کم کام وہ کر سکتا ہے، وہ اس سے زیادہ بھی ردعمل دیتے ہیں۔ تو، یہ ایک مسئلہ ہے۔ تقویٰ کی تلقین کرنے والے کو اپنے اندر تقویٰ کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔ دیکھیں، میں نے المعجم المفہرس سے رجوع کیا - بدقسمتی سے میرے پاس اب ایسے کام کرنے کا وقت نہیں ہے۔ پہلے میں یہ کام بہت دقت سے انجام دیتا تھا، اب میرے پاس وقت نہیں ہے، میں نے ایک اعادہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ لفظ "اتقوا" قرآن میں تقریباً ساٹھ مرتبہ آیا ہے۔ تقریباً ساٹھ بار خدا آپ کو اور مجھے "اتقوا" کہتا ہے لیکن ان ساٹھ میں سے دو جگہیں چونکا دینے والی ہیں۔ ان میں سے ایک جگہ جہاں وہ سورہ آل عمران میں کہتا ہے کہ "اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ" (12) تقویٰ اختیار کرو جیسا اختیار کرنے کے لائق ہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو سورہ تغابن میں ہے: "فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ" (13) اس میں "ما استطعتم" کا مطلب یہ نہ لیں کہ اب جو جتنا کر سکتا ہے۔ نہیں، اس کا مطلب ہے اپنی تمام تر توان کو استعمال کرو، اپنے تمام وسائل کو تقویٰ کے لیے استعمال کرو۔ ہم یہ باتیں جانتے ہیں، ہم یہ باتیں کہتے ہیں۔ خدا ہمارے دلوں کو تیار کرے، انہیں نرم کرے، تاکہ ہم ان چیزوں پر عمل کر سکیں۔ "فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ" لہذا، یہ پہلا نکتہ: ہم جو نماز جمعہ کے خطبہ میں تقویٰ کا حکم دیتے ہیں، ہمیں چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے تقویٰ کی پابندی کریں۔ ہمیں جتنا ہوسکے مشتبہ

معاملات سے پرہیز کرنا چاہئے، "وَأَنفَسَ عَنِ الْهَوَىٰ" (14) اور ایسی چیزیں جو بے شمار موجود ہیں۔ یہ ایک خصوصیت ہے جس کے بارے میں میری نظر یہ ہے کہ امام جمعہ کی حیثیت میں ہمارے فرائض میں شامل ہیں۔

دوسرا سب کے ساتھ پدرانہ رویہ ہے۔ آپ کی نماز جمعہ میں ہر قسم کے لوگ شریک ہوتے ہیں؛ آپ سب کے ساتھ پدرانہ سلوک کریں، سب آپکی اولاد ہیں۔ ہاں، آپ کو اس انقلابی نوجوان، مجاہد اور فعال نوجوان سے زیادہ محبت ہو سکتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن وہ شخص جو ایسا نہیں ہے، وہ بھی آپ کا بیٹا ہے، وہ بھی آپ کا بچہ ہے۔ سب کے ساتھ۔ اپنے گھر میں، ایک شخص کسی وجہ سے بچوں میں سے کسی ایک سے زیادہ انسیت رکھ سکتا ہے، لیکن اسے دوسروں کو پدرانہ شفقت سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔ سب کے ساتھ پدرانہ برتاؤ؛ یہ سب آپ کے بچے ہیں۔ تہران میں یہ جشن غدیر (15) بڑا عجیب جشن تھا! مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے اسے دیکھا یا نہیں۔ میں نے خود ٹی وی پر دیکھا اور مشاہدہ کیا۔ کچھ افراد جو گئے تھے انہوں نے آکر بتایا۔ کیا آپ نے دیکھا کہ اس لاکھوں کے جشن میں ہر قسم کے لوگوں نے کس طرح شرکت کی؟ یہ مذہب سے لگاؤ رکھتے ہیں، مذہب سے محبت کرتے ہیں۔ ایک بار، میں نے ان صوبائی سفروں میں سے ایک کے دوران، اس صوبے کے معزز علماء کے ایک گروہ سے جن سے ہماری ملاقات ہوئی تھی کہا کہ آج یا کل جب میں آریا تھا تو اس گاڑی کے آس پاس محبت کا اظہار کرنے والوں میں اور ان میں سے کچھ رو رہے تھے۔ معمولا ایک ہجوم اپنی محبت کے اظہار کے لیے آتا ہے۔ ایسے لوگ تھے جو مثال کے طور پر اگر آپ سے ملیں تو ہو سکتا ہے کہ آپ کو یقین نہ ہو کہ وہ مذہب پر یقین بھی رکھتے ہیں یا نہیں، لیکن ایسا ہی ہے۔ وہ مذہب پر یقین رکھتے ہیں۔ اب میرے پاس اس میدان میں کہنے کو بہت کچھ ہے اور میں نے کہا ہے؛ اب یہاں اسکا موقع نہیں ہے۔ سب کے ساتھ پدرانہ سلوک کریں، سب کو دین، روحانیت اور شریعت کے دسترخوان پر بٹھائیں۔ یہ بھی ایک نکتہ ہے۔

ایک اور بات [کہ] امام جمعہ کا طرز عمل عوامی ہونا چاہیے۔ عوامی طرز عمل! "عوامی طرز عمل" سے کیا مراد ہے؟ یہ ہے کہ آپ عوام کے ایک فرد کی حیثیت سے لوگوں کے درمیان جائیں، ان سے بات کریں، اپنے آپ کو لوگوں سے دور نہ رکھیں، صرف ایک خاص اور مراعات یافتہ گروہ کے ساتھ نہ اٹھیں بیٹھیں، اور بعض اوقات [اگر] ضروری ہو تو، لوگوں کے گھروں میں جائیں، ان کی چہتوں کے نیچے، ان کے قالین پر بیٹھیں، انکی احوال پرسی کریں۔ صرف لوگوں کے درمیان جانا بھی ایک اہم کام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب کچھ لوگ سرکاری عہدیداروں کے انتہائی قیمتی عوامی دوروں کے بارے میں نامناسب تشریحات کرتے ہیں، یہ غلط ہے، یہ واقعی انحراف ہے۔ لوگوں کے درمیان جانا، لوگوں سے بات کرنا، لوگوں کو سننا [اہم ہے]۔ ہو سکتا ہے آپ اسے قبول نہ کریں جو وہ کہتا ہے۔ لیکن سنیں۔ بعد میں یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ میں یہ نہیں مانتا۔ کوئی حرج نہیں ہے لیکن اسے کہنے دیں۔ یہ بھی عوام کے پاس جانے سے متعلق ایک نکتہ ہے۔ بلاشبہ لوگ آتے ہیں اور امام جمعہ سے وہ توقعات رکھتے ہیں، جو شاید امام جمعہ کی ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ فلاں حکومتی ادارے، فلاں فلاں عدالتی ادارے کی ذمہ داری ہے۔ وہ وہاں جانے کے بجائے امام جمعہ کے پاس جاتے ہیں جو ان کی دسترس میں ہے۔ یقیناً یہ ہوتا ہے، میں جانتا ہوں، میں خود بھی رہا ہوں، میں نے اسے دیکھا ہے، اس سے امام جمعہ کے لیے مشکل پیدا ہوتی ہے۔ لیکن لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ ہمارے کام نہیں ہیں، مثال کے طور پر اس کے مخصوص ذمہ دار ہیں۔ لیکن پھر بھی، اگر اس سے رجوع کیا جائے تو سنئے۔ اب یقیناً ہمیں یہ بھی کہنا چاہیے کہ جمعہ کی امامت کا نیٹ ورک انقلاب کے مقبول ترین اداروں میں سے ہے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے؛ یعنی، جب کوئی انقلابی اداروں کے مجموعے پر نظر ڈالتا ہے۔ جو کہ خدا کا شکر ہے، انکی بہت سی برکات ہیں۔ سب سے مقبول انقلابی نیٹ ورکس میں سے ایک جمعہ کے اماموں کا نیٹ ورک ہے۔



ایک اور نکتہ جو بہت اہم ہے وہ ہے نوجوانوں کے ساتھ رابطہ ہے۔ اس کے لیے آپ کو بیٹھ کر ایک طریقہ کار فراہم کرنا ہوگا۔ یعنی نوجوانوں کے ساتھ رابطے کا یہ طریقہ نہیں کہ آپ کہیں نوجوان آئیں، وہ اٹھ کر آجائیں! حل تلاش کرنے کے لیے آپ کو بیٹھ کر سوچنا ہوگا، آپ کو کوئی طریقہ کار تلاش کرنا ہوگا۔ آج پورے ملک میں اپنی مدد آپ کے تحت فعال، گمنام، کم خرچ اور بغیر کسی دعوے کے کام کرنے والے مجموعے ہیں جو ثقافتی کام کرتے ہیں، سماجی کام کرتے ہیں اور خدمات فراہم کرتے ہیں، وہ ملک میں ہر جگہ موجود ہیں۔ کیونکہ میں ان مجموعوں میں دلچسپی رکھتا ہوں - کبھی وہ فون کرتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں، وہ کچھ چاہتے ہیں - میں جانتا ہوں کہ اس طرح کے مجموعے پورے ملک میں اور تقریباً تمام شہروں میں ہیں، چھوٹے اور بڑے؛ اپنے شہر میں ان کو تلاش کریں، انہیں ڈھونڈیں، ان کی مدد کریں، انہیں حوصلہ دیں؛ یہ نوجوان گروہ ہیں۔ نوجوان یونیورسٹی طلباء کے ساتھ، نوجوان دینی طالب علم کے ساتھ - آج ہمارے بیشتر شہروں میں یونیورسٹیاں اور مدارس دونوں موجود ہیں۔ یہ سب نوجوان ہیں، ان نوجوانوں کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں، ان کے مجموعوں میں جائیں، ان کے مدرسے، یونیورسٹی جائیں، ان سے بات کریں، ان کو مدعو کریں۔ یعنی کہ نوجوانوں سے رابطہ خود امام جمعہ کے لیے مفید ہے اور اس کے روحانی فوائد ہیں۔ کیونکہ نئی نسلیں فطری طور پر نئی زبان، نئی فکر اور نیا ادب ایجاد کرتی ہیں - یہ معاملہ کی نوعیت ہے - نوجوانوں کی اس نئی تحریک سے دور نہ رہیں۔ جب آپ ان کے اندر جائیں گے اور ان سے انس پیدا کریں گے، تو آپ ان کی زبان، ان کے ادب اور ان کی اصطلاحات سے زیادہ واقف ہو جائیں گے۔ اس سے آپ کو ان کے ساتھ بات چیت کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ خاص طور پر بسیجی گروہوں کے ساتھ، ان اچھے بچوں کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں جو تمام صوبوں اور تمام شہروں میں ہیں۔

ایک اور نکتہ جس کی ہم تاکید کرتے ہیں وہ ہے عوامی سماجی خدمات میں حصہ لینا، اور بعض معزز جمعہ اماموں نے حقیقی طور سے ان شعبوں میں کام کیا۔ زلزلے میں، سیلاب میں، کورونا کے مسئلے میں، سماجی خدمات، عوامی امداد، امداد جمع کرنے میں، دیگر کئی مسائل میں، امام جمعہ میدان میں اترے اور کام کیا۔ یہ ان چیزوں میں سے ایک ہے جو ہمارے خیال میں بہت اچھی چیز ہے۔ محروم طبقات کی مدد کرنا ضرورت مندوں اور محروموں کی مدد کرنا آپ کے ضروری کاموں میں شامل ہونا چاہیے۔ یعنی ہم عدل و انصاف کی حمایت کرتے ہیں، ہم عدل و انصاف کا پرچم بلند کرتے ہیں، لیکن مظلوم اور محروم طبقے اور ان جیسے لوگوں کی مدد اور ان کی دیکھ بھال کے بغیر عدل و انصاف کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اگر آپ اپنے اس مجموعے میں پسماندہ طبقوں کو مدد فراہم کر سکتے ہیں، تو یہ بہترین کاموں میں سے ایک ہے۔

ایک اور نکتہ ان مراکز کی نگرانی ہے۔ بلاشبہ، مجھے واقعی جمعہ کے مراکز کا شکریہ ادا کرنا چاہیے؛ پورے ملک میں نماز جمعہ کے یہ مراکز سخت محنت، مشقت اور کوشش کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ رہیں اور ان کا کام دیکھیں، ان کے کام کی نگرانی کریں اور ان کی شفافیت سے مطمئن رہیں۔ بے شک، یہ اچھے، با ایمان لوگ، مناسب لوگ ہیں، لیکن اب، آخر کار، ہر جگہ دیمک کی طرح کچھ نہ کچھ برائی داخل ہو سکتی ہے۔ اس سے بھی محتاط رہیں۔

ایک اور نکتہ اور تاکید جو میں پہلے بھی کئی بار کہہ چکا ہوں، [یہ ہے کہ] معاشی سرگرمیوں میں مشغول ہونے سے گریز کیا جائے۔ یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ امام جمعہ کو اس لئے کوئی معاشی سرگرمی کرنی چاہیے کہ "ہماری نماز جمعہ کے اخراجات ہیں، اس کے لیے آمدنی کی ضرورت ہے، ہماری کوئی آمدنی نہیں ہے۔" بعض معزز ائمہ جمعہ معاشی سرگرمیوں میں مشغول ہوئے اور کام نہ جاننے کی بنا پر وہ ناکام رہے، دوسروں نے غلط فائدہ اٹھایا، نظام کی ساکھ اس سے متاثر ہوئی، ان میں سے کچھ سرگرمیاں ابھی تک جاری ہیں! معاشی معاملات



میں بالکل نہ الجھیں۔ علماء و مدارس کی سرگرمیوں کو چلانا عوام کا کام ہے۔ حضرات! کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں کہ مدارس لوگوں سے روزی لیتے ہیں۔ یہ شرم کی بات نہیں یہ اعزاز ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں حکومتوں اور درباروں کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک بڑیہ خصوصیت ہے، اس لیے وہ آسانی سے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ مختلف معاملات میں مدارس نے عوام کا ساتھ دیا، عوام کے ساتھ رہے، حکومتوں اور طاقتوں کے سامنے مصلحت سے کام نہیں لیا۔ اگر علماء میں کوئی ایسے تھے جو کسی خاص وقف یا کسی دربار سے جڑے ہوئے تھے تو وہ [لوگوں کے ساتھ کھڑے] نہ ہو سکے اور پیچھے رہ گئے۔ نہیں، ہم عوام کے عطیات پر چلتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔ جمعہ کی نماز بھی اسی طرح لوگوں کو مدد کرنی چاہئے اور وہ کرتے ہیں۔ جب آپ معاشی سرگرمیاں کرتے ہیں اور دکانیں بناتے ہیں اور اس طرح کی چیزیں بناتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں، "اچھا، ان کے پاس تو ہے"، وہ نہ صرف آپ کی مدد نہیں کرتے بلکہ آپ سے توقع بھی رکھتے ہیں۔ اب امام جمعہ کے رفتار و کردار کے بارے میں یہ چند نکات ہیں۔

خطبات کے بارے میں چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ سب سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ نماز جمعہ کا خطبہ اور خطیب جمعہ اسلامی انقلاب کے ترجمان ہیں؛ پوری! جمعہ کے خطیب سے کسی کو کوئی دوسری توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ وہ اسلامی انقلاب کا ترجمان ہے، وہ انقلاب کے اصولوں کی تشریح کرنے والا ہے، وہ انقلاب کے مطالبات کو پیش کرنے والا ہے، وہ انقلاب کا اثاثہ ہے۔ یہ ہمیشہ سے ایسا ہی رہا ہے، پوری تاریخ میں ایسا ہی رہا ہے۔ خطیب جمعہ کا عظیم فن یہ ہے کہ وہ علمی تصورات اور انقلابی تصورات کو دور حاضر کی ضروریات کے مطابق جدید انداز میں پیش کر سکے۔ انقلاب کے بہت سے تصورات ہیں جس کا ہم نے ایک دن نعرہ لگایا، ہم اس پر عمل پیرا تھے اور ہیں، لیکن آج انہی تصورات کو نئے بیان کے ساتھ، آج کے لیے موزوں زبان کے ساتھ سمجھانا اور پیش کرنا چاہیے۔ امام جمعہ کا فن یہ ہے کہ وہ عدل و انصاف کا مسئلہ، آزادی کا مسئلہ، محرومین کی حمایت کا مسئلہ، شریعت کی پیروی کا مسئلہ، یہ چیزیں جو انقلاب کے اصولوں اور بنیادوں میں شامل ہیں، یہ عظیم تصورات آج کی زبان اور نوجوان نسل کی زبان میں بیان کرتا ہے؛ انقلاب کا ترجمان۔

خطبات بامعنی، معلوماتی، لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے والے ہونے چاہئیں۔ ایسے سوالات ہیں کہ خطبہ میں، آپ سوال کا حوالہ دیئے بغیر، آپ اس سوال کا جواب بیان کر سکتے ہیں جو لوگوں کے ذہنوں میں ہے۔

خطیب کا انداز بیان جوشیلہ، مشفقانہ، اتحاد بخش، امید افزا ہونا چاہئے؛ خطبہ کا بیان امید افزا ہونا چاہیے۔ ہر وہ لفظ جو آپ خطبہ میں کہتے ہیں وہ اس آیت شریفہ کا مصداق ہو سکتی ہے کہ "هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزِدُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ" (17) اضطراب اور فکرمندی کا مصداق بھی ہو سکتی ہے؛ اب، فکر مند ہونا برا نہیں ہے، لیکن یہ پریشانی اور ذہنی انتشار، حالات کے بارے میں مایوسی، مستقبل کے بارے میں مایوسی، اور اس طرح کی چیزوں کا مصداق ثابت ہو سکتا ہے۔ آپ دونوں طرح سے بات کر سکتے ہیں۔ یہ امید افزا ہونا چاہیے، ذہنوں کو کھولنے والا ہونا چاہیے۔ یہ متنازع بھی ہو سکتا ہے، اگر کوئی ایسی بات کہہ دیں جو آپ کے دشمنوں اور آپ کے مخالفین کے لیے اسے لیکر آپ کے خلاف بولنے کا بہانہ ثابت ہو۔

خطبات کے بارے میں ایک نکتہ یہ ہے کہ اسے دشمن کے مسلسل شکوک و شبہات سے نمٹنے کے قابل ہونا چاہیے۔ دیکھیں میں نے عرض کیا کہ آج میدان جنگ نرم جنگ ہے اور دشمن کی نرم طاقت شبہات پھیلانا ہے۔ "شبہات پھیلانے" کا کیا مطلب ہے؟ یعنی ہماری قوم ایک ایسی قوم ہے جو پورے یقین اور ایمان کے ساتھ انقلاب



کے لیے میدان میں آئی، اپنی جان دی، جدوجہد کی، خود کو سختی میں ڈالا، انقلاب کو کامیابی تک پہنچایا، پھر آٹھ سال تک مسلط کردہ جنگ میں ڈٹ کر مقابلہ کیا، پھر فتنوں کے مقابل جو آج تک جاری ہیں جہاں ضروری ہوا وہاں میدان میں کھڑی ہے۔ ہمارے لوگ ایسے ہیں۔ اب اگر دشمن اس مضبوط قلعے کو تباہ کرنا چاہتا ہے یا اس میں دراڑ پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ اسے اس ایمان میں شک ڈالنا چاہیے، اسے اس عقیدے کو کمزور کرنا چاہیے۔ یہ ہدف شک و شبہ کے ذریعے پورا ہوتا ہے۔ اس کو ہلکا نہیں لینا چاہیے۔ ایسے لوگ تھے جو نیزے اور تلوار کے سامنے کھڑے رہے، لیکن شکوک و شبہات کے سامنے گر پڑے، وہ کھڑے نہ ہو سکے، ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے۔ میدان جنگ میں وہ طاقت اور حوصلے کے ساتھ کھڑے رہے لیکن ایک شک ان کے سامنے آیا، وہ اسے حل نہ کر سکے، وہ گر پڑے۔ شک اس طرح کام کرتا ہے۔

شکوک و شبہات پھیلانے کا مقصد عوام کو متزلزل کرنا ہے جو ملک کی اصل قوتیں ہیں اور عوام کے ایمان کو جو ملک کی بقا اور اسلامی نظام کے تحفظ کا بنیادی عنصر ہے۔ یہ دشمنی کی وجہ سے ہے؛ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ نے مغرب کے خلاف بہت بڑا کام کیا ہے۔ اب یہ باتیں ایسی ہیں جو کبھی کبھی جاتی ہیں، دہرائی جاتی ہیں اور زبان سے جاری ہوتی ہیں۔ یعنی اسکی حقیقت اور گہرائی پر توجہ نہیں دی جاتی بعض اوقات اسے اچھے طریقے سے نہیں بتایا جاتا، لیکن ایک عجیب حقیقت ہے: [کہ] اسلامی جمہوریہ نے مغرب کے دو سو تین سو سال پرانے دعوے کو اپنی موجودگی اور وجود سے باطل کر دیا ہے۔

مغربی تہذیب کے تشخص کا مرکزی نقطہ مذہب اور ترقی کے درمیان جدائی ہے۔ یہ مرکزی نکتہ ہے: اگر آپ ترقی کرنا چاہتے ہیں، تو آپ کو مذہب کو ایک طرف رکھنا ہوگا۔ اب ذاتی عقیدہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر آپ ترقی کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو زندگی کے مسائل میں مذہب کو دخل نہیں دینا چاہیے۔ یہی مغربی تہذیب کی تشخص کا بنیادی اور مرکزی نکتہ ہے۔ اسلامی جمہوریہ نے اس مرکز کا دقیق طور پر نشانہ لیا اور وار کیا اور ہدف کو پایا۔

اسلامی جمہوریہ نظام دین کا نعرہ لگا کر میدان میں اترا، اپنے آپ کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ ترقی کرنے میں کامیاب ہوا، اس تفکر کو پھیلانے میں کامیاب ہوا، یہ جڑ پکڑنے میں کامیاب ہوا، اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (18) یہ وہی آیت ہے جو انہوں نے تلاوت کی۔ اسلامی جمہوریہ نے اپنے وجود سے مغربی تہذیب کے مرکزی تشخص کو اپنی موجودگی سے چیلنج کیا ہے۔ وہ اب طیش میں ہیں؛ وہ غصے میں ہیں۔ مغربی طاقتوں کی حقیقت ایک مافیا ہے، اس مافیا کے مرکزی کردار صیہونی اور نامور یہودی تاجر اور سیاست دان ہیں، امریکہ بھی ان کا پتلا ہے اور وہ ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ مغربی طاقت کی حقیقت یہ ہے؛ وہ یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ ہر روز اس کی فکر میں ہے کہ کچھ نہ کچھ کرنا ہے، تاکہ اسلامی جمہوریہ کو ایک دھچکا دے سکے۔

میں ایک مثال پیش کرتا ہوں جو آج کل موضوع بحث ہے: اسلامی معاشرے میں خواتین کا مسئلہ۔ بلاشبہ، انقلاب کے آغاز سے، انہوں نے خواتین کا مسئلہ اٹھایا؛ انہوں نے فضول دعوے کیے کہ وہ ایرانی خواتین اور اس جیسی دیگر خواتین کی حمایت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک بار پھر، حال ہی میں انہوں نے حجاب وغیرہ کے بہانے خواتین کا مسئلہ اٹھایا اور وہ دوبارہ وہی ناکام کوششیں دہرا رہے ہیں۔ خیر، چند سال پہلے ایک بار کسی نے مجھ سے ایک محفل میں پوچھا کہ عورتوں کے معاملے میں مغرب کے مقابل آپ کے پاس دفاع کیلئے کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس دفاع کیلئے کچھ نہیں ہے، میرے پاس صرف حملہ ہے! دفاع انہیں کرنا ہے، جواب انہیں دینا ہے۔

انہوں نے خواتین کو مصبوعات میں تبدیل کر دیا۔ دفاع؟ میں دفاع نہیں کرتا۔ خواتین کے معاملے میں ہم مدعی ہیں۔ تو اب مسئلہ کیا ہے؟ اس مسئلے کی کیا وجہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ پروپیگنڈے کے ذرائع اور ریاستہائے متحدہ، انگلستان اور بعض دیگر ممالک کے سرکاری اور حمایتی میڈیا اور ان کے کرائے کے آلہ کار و پیروکار خواتین کے مسئلے پر اچانک شور مچانا شروع کر دیتے ہیں اور اس مسئلے کیلئے حجاب اور اس جیسی چیزوں کا ایک بیہانہ تلاش کرتے ہیں؟ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کیا وہ واقعی خواتین اور ایرانی خواتین کے حقوق کا دفاع کرنا چاہتے ہیں؟ کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جو ممکن ہو سکے تو اس قوم کا پانی بند کر دیں۔ کیا ان کے پاس ایرانی عورت کے لیے نرم گوشہ ہے؟ انہوں نے ان بچوں کے لیے دوائیوں پر پابندی عائد کر دی جن کو تتلی کی بیماری ہے - وہ بچے ہیں۔ ملت ایران پر ہمہ جہت پابندیاں۔ کیا وہ ایرانی خواتین سے ہمدردی رکھتے ہیں؟ کیا کوئی اس پر یقین کر سکتا ہے؟

تو مسئلہ کیا ہے؟ اس معاملے کی حقیقت یہ ہے کہ باوقار اور باصلاحیت ایرانی خاتون نے مغربی تہذیب کو سب سے بڑا دھچکا پہنچایا ہے۔ ان کے دل بھرے ہوئے ہیں۔ [یہ کام] خواتین نے کیا ہے۔ اسلامی جمہوریہ کی پوری تحریک کے علاوہ، ایرانی خاتون نے خاص طور پر مغربی دعوؤں اور مغربی جھوٹ کو ایک کاری ضرب لگائی ہے۔ کس طرح؟ اس کے بارے میں وہ برسوں یعنی دو سو سال سے کہہ رہے ہیں کہ اگر عورت کو اخلاقی اور شرعی حدود اور ایسی چیزوں سے آزاد نہیں کیا جائے گا تو وہ ترقی نہیں کر سکے گی، وہ سائنسی، سیاسی، سماجی وغیرہ کے شعبوں کی بلندیوں پر نہیں پہنچ سکے گی۔ وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ عورت کے لیے اعلیٰ سماجی اور سیاسی مراتب تک پہنچنے کی شرط یہ ہے کہ ان اخلاقی معیارات کو چھوڑ دیا جائے۔

ایرانی خاتون نے عملی طور پر اس کو رد کیا ہے۔ ایرانی خواتین تمام میدانوں میں کامیابی، سربلندی اور اسلامی حجاب کے ساتھ نمودار ہوئی ہیں۔ یہ دعوے نہیں ہیں، یہ ہمارے معاشرے کی واضح حقیقتیں ہیں۔ ہماری یونیورسٹیوں میں داخلے یا تو پچاس فیصد یا پچاس فیصد سے زیادہ ہماری بچیوں، ہماری خواتین کے ہیں۔ حساس اور اہم سائنسی مراکز میں، جن میں سے کچھ کامیابیوں نے ذاتی طور پر دورہ کیا، وہاں ہماری خواتین سائنسدانوں کا اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ ادب، شاعری، ناول، سوانح حیات کے میدان میں خواتین کا شمار نمایاں افراد میں سے ہے۔ کھیلوں کے مقابلوں کے میدان میں - کبھی کبھی انسان میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ ان لوگوں کی اتنی تعریف کر سکے جس کے وہ مستحق ہیں - ایرانی بچی مقابلوں کے پہلے رتبے پر کھڑی ہے، ایران کا پرچم اور قومی ترانہ دنیا بھر میں ٹیلی ویژن کے کروڑوں ناظرین کی نظروں کے سامنے حجاب پہنے، بلند کرتی ہے۔ اس کے ساتھ جو شخص اسے تمغہ دینے آتا ہے وہ اس سے ہاتھ نہیں ملاتی، یعنی وہ شرعی حد کی پابندی کرتی ہے۔ کیا یہ کوئی چھوٹی بات ہے؟ سیاسی میدان میں ایک مصداق کا ذکر کرتا ہوں۔ سابق سوویت یونین کے دور میں، دونوں ممالک کے درمیان ایک اہم ترین سیاسی پیغام رسانی (19) میں، امام نے تین افراد پر مشتمل ایک وفد بھیجا، جن میں سے ایک خاتون تھیں؛ (20) ایک طاقتور خاتون، خدا کی رحمت ان پر نازل ہو! قومی نظم و نسق کے عہدوں پر ہماری خواتین نے حجاب کے ساتھ، چادر کے ساتھ، اپنے شعبے میں بہترین انتظام کیا۔ سائنسی مسائل میں، ادبی امور میں، ریڈیو ٹیلی ویژن نشریات میں، بہترین پیش کرنے والی خواتین مختلف شعبوں میں ایرانی خواتین اسلامی حجاب کے ساتھ حجاب کی پابندی کرتے ہوئے، اعلیٰ ترین سطحوں پر موجود رہی ہیں۔ یہ بہت اہم ہے۔ یہ مغرب کی دو تین سو سال کی کوششوں اور محنتوں کا بطلان ہے؛ وہ اسے برداشت نہیں کر سکتے، وہ غصے میں آجاتے ہیں، وہ ادھر ادھر پریشان پھرتے ہیں تاکہ وہ کچھ کر سکیں۔ اسوقت وہ حجاب کے معاملے سے چپک جاتے ہیں، ایک مسئلے کو پکڑ لیتے ہیں اور پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ دیکھیں، ان شبہات پھیلانے کی وجہ یہ ہے اور دشمن

کا ڈھونگ بھی وہی ہے جو آپ مشاہدہ کرتے اور دیکھتے ہیں۔ یہہر حال یہ اہم چیزیں ہیں۔

جیسا کہ انہوں نے ہمیں اطلاع دی، اس ہفتے جمعہ کی نماز کے کئی خطبوں میں حجاب کا مسئلہ اٹھایا گیا۔ آجکل کے مسائل جو سائبر اسپیس میں گردش کر رہے ہیں اور کچھ اخبارات میں بھی موجود ہیں، بہت سے خطبات میں بھی اٹھائے گئے ہیں۔ ان امور میں، انسان کو پرسکون، منطقی طرز عمل اپناتے ہوئے غیر ضروری جذبات سے دور رہنا چاہیے۔ اب جذبات اچھی چیز ہیں، بری چیز نہیں، لیکن جذبات کے اظہار کی اپنی جگہ ہے۔ بالآخر ایسے معاملات میں، آپ کو اس مغربی استعماری سوچ کو بے نقاب کرنا چاہیے جو فتنہ پرور اور سازشوں کو ہوا دیتی ہے۔ اسے بے نقاب کریں، واضح دلائل کے ساتھ لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ اب مغرب والے اپنے بڑے سرکاری میڈیا اور ان پست آلہ کاروں کے ذریعے دونوں سطحوں پر کام کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ آپ ان کا مقابلہ نہ کریں، ان سے نہ الجھیں۔ آپ لوگوں کو معاملے کا نچوڑ سمجھائیں۔ البتہ، یہ ایک عام تاکید ہے؛ یہ جو ہم نے شفقت سے پیش آنے کے لئے کہا اور زیادہ روی سے پریزی کی بات کی، بہت سے دوسرے معاملات میں بھی ایسا ہے؛ ایک بے ضابطگی جس سے کہ امام جمعہ کسی بھی وجہ سے نمٹنا ضروری سمجھتے ہیں۔ شہر، لوگوں، عمومی حالات کا علم اسے اس نتیجے پر پہنچاتا ہے، کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم، مسئلہ پیش کرنے کا طریقہ امام جمعہ کے مقام سے موزوں ہونا چاہیے۔ یعنی پروقار اور متقن انداز ہونا چاہیے۔

بیان و تشریح کے جہاد کو سنجیدہ لیں، سامعین کے ذہن سے شبہات ختم کرنے کو سنجیدہ لیں۔ شک و شبہہ ان چیزوں میں سے ایک ہے جو ہم نے کہہ دیمک کی طرح ہے۔ دشمن کی ان دیمکوں سے امید وابستہ ہے۔ وائرس کی طرح، اسی کورونا وائرس کی طرح؛ ایک بار داخل ہو جائے تو باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے، یہ سرایت کرنے والی بیماریوں میں سے بھی ہے، پھیلتی بھی ہے۔ البتہ یہ جو میں نے کہا کہ "کچھ لوگ تیر اور تلوار کے سامنے کھڑے ہو گئے، لیکن شک و شبہہ کے سامنے کھڑے نہ ہو سکے"، اس میں دنیا پرستی کی ایک خاص عنصر بھی شامل ہے۔ اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ دنیا کیا ہے؟ ہر ایک کی دنیا مختلف ہے؛ کسی کی دنیا دولت ہے، کسی کی دنیا حیثیت ہے، کسی کی دنیا جنسی ہوس ہے۔ یہ مختلف لوگوں کی دنیا ہیں، یہ سب دنیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس دنیا پرستی میں بھی اپنے آپ کو درست ثابت کرنے کا جواز نکال لے، لیکن یہ دنیا داری ہے۔ ان چیزوں کا بھی اثر ہوتا ہے۔

لہذا، ہم نے خطبہ کے بارے میں بات کی، نماز جمعہ کا خطبہ انقلاب کے اہم مسائل کیلئے مضبوط مطالب اور محکم اور بھرپور منطق کی وضاحت کا مرکز ہونا چاہیے، جیسے کہ عدل و انصاف کا مسئلہ۔ عدل و انصاف کا مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ سوچیں، کام کریں، عدل و انصاف کے معاملے پر بات کریں۔ [اسی طرح] آزادی کے معاملے پر؛ آزادی ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ مظلوموں کی حمایت کا مسئلہ، عالم اسلام کے اتحاد کا مسئلہ، یہ بہت اہم مسائل ہیں۔ اور لوگوں کو بصیرت عطا کریں۔

یقیناً یہ باتیں اور یہ گزارشات جو ہم نے پیش کی ہیں وہ محرم کی مجالس کے لیے بھی درست ہیں جو نزدیک ہیں، اور اس طرح انجام دیں کہ آپ اس کا نتیجہ جمعہ کی نماز کے اجتماع میں دیکھ سکیں۔ یعنی اگر آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ مناسب ہے تو اسے آپ کے جمعہ کی نماز کے اجتماع میں ظاہر ہونا چاہیے۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ ان کاموں کا جو آپ نے انجام دئیے ہیں، سامعین کو متوجہ کرنے میں کوئی اثر نہیں ہوا تو جان لیں کہ کام میں کوئی مسئلہ ہے۔ عیب تلاش کریں اور عیب کو دور کریں۔ اس توجہ کی کمی کو کوئی اور شکل دینا



مناسب نہیں ہے کہ لوگ، مثال کے طور پر، مذہبی مسائل وغیرہ پر کم دلچسپی لے رہے ہیں۔ نہیں۔ کچھ لوگ ان مسائل کے بارے میں یہ کہتے ہیں! ایسا لگتا ہے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے بات کرتے ہیں کہ جناب ان کا دین ایسا ہو گیا ہے، ان کے عقائد کمزور ہو گئے ہیں۔ کبھی نہیں! کمزور نہیں ہوا۔ آپ غدیر کی عید کا جشن دیکھیں، مختلف شہروں میں محرم اور صفر کی یہ بڑی مجالس دیکھیں۔ شرکاء کون ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں۔ نوحہ خوانی، مصائب اور ماتم کی مجالس دیکھیں، اربعین کی مٹی دیکھیں۔ یہ کون ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں۔ لوگوں کا دین، لوگوں کا ایمان، لوگوں کا دین کمزور نہیں ہوا، مضبوط ہو گیا ہے، لیکن ممکن ہے کہ مثلاً اس شخص کی مجلس یا اس شخص کی نماز ایسی ہو کہ وہ ان مومنین کو اپنی طرف جذب نہیں کر سکتا۔ اسے لوگوں کی بے دینی سے منسوب نہ کیا جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ لوگ ایسے ہو گئے ہیں یا ان کے عقیدے کمزور ہو گئے ہیں۔ نہیں، کمزور نہیں ہوئے؛ انقلاب سے پہلے کی نسبت - ہم نے انقلاب سے پہلے دیکھا تھا۔ اب، آپ میں سے اکثر نے انقلاب سے پہلے کا دور نہیں دیکھا ہوگا - عوامی اجتماعات زیادہ بڑے ہیں، دینی مدارس میں ان کا مالی تعاون کئی گنا زیادہ ہے، اور مذہبی سماجی خدمات میں ان کی موجودگی زیادہ سے زیادہ اور سنجیدہ ہے۔ عوام میدان میں ہیں؛ ہمیں خود کو میدان سے پیچھے نہیں ہٹانا چاہیے۔

پروردگارا! محمد ص اور آل محمد ع کے صدقے، جو کچھ ہم نے کہا اور سنا اسے اپنے لیے اور اپنی راہ میں قرار دے، ہمیں اخلاص عطا کر، ہم سے اسے قبول فرما۔ پروردگارا! ہمیں اپنی باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما، اس عظیم امام خمینی رح کی پاکیزہ روح جس نے ہمارے لیے یہ راستہ کھولا، اور ہمارے پیارے شہداء کی پاکیزہ روحوں کو جنہوں نے اس راہ میں جہاد کیا اور اپنی زندگی کے سرمایہ کے ساتھ خدا سے تجارت کی، اوائل اسلام کے شہداء اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی پاک روحوں کے ساتھ محشور فرما۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہ

(1) اس ملاقات کے آغاز میں، ائمہ جمعہ کی پالیسی ساز کونسل کے سربراہ حجت الاسلام و المسلمین الحاج علی اکبری نے ایک رپورٹ پیش کی۔

(2) سورہ نحل، آیت 97، یقینی طور پر ہم اسے ایک پاکیزہ زندگی کے ذریعے، حقیقی حیات عطا کریں گے۔

(3) علم عرفان میں "یلی الحق" کی اصطلاح کی طرف اشارہ جو انسان کے وجود کی حقیقت اور اس کے معنوی پہلو اور تمام الہی پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

(4) سورہ جمعہ، آیت 9، اے ایمان لانے والو! ذکر خدا کی طرف دوڑ پڑو۔

(5) سورہ رعد، آیت 28، جان لو کہ ذکر خدا سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

(6) سورہ آل عمران، آیت 103، تم سبھی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور منتشر نہ ہو۔

(7) سورہ ذاریات، آیت 55، بے شک ذکر (خدا اور نصیحت) مومنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔



(8) سورۃ بقرہ، آیت 152، تو مجھے یاد رکھو تاکہ میں تمہیں یاد رکھوں۔

(9) منجملہ، سورۃ انفال، آیت 45 اور سورۃ جمعہ، آیت 10، اور خدا کو بہت یاد کرو کہ شاید تم فلاح پا جاؤ۔

(10) مصباح المتہجد، جلد 2، صفحہ 849، تاکہ میرے تمام اعمال اور ورد تیرے لیے ہی ہوں اور میرے حالات ہمیشہ تیری خدمت کے لیے وقف رہیں۔

(11) وسائل الشیعہ، جلد 7، صفحہ 344

(12) سورۃ آل عمران، آیت 102،

(13) سورۃ تغابن، آیت 16

(14) سورۃ نازعات، آیت 40، اور اس نے اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے روکے رکھا۔

(15) تہران کی ولی عصر اسٹریٹ پر عید غدیر کے عوامی جشن کی طرف اشارہ جو دس کلو میٹر کے جلوس کی صورت میں منعقد ہوا۔ یہ جلوس ولی عصر چوراہے سے لے کر پارک وے چوراہے تک نکالا گیا اور اس میں تیس لاکھ سے زیادہ لوگوں نے حصہ لیا۔

(16) وہ لوگ جنہیں کھانے کے پیسے دیے جاتے ہیں۔

(17) سورۃ فتح، آیت 4، وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں سکون و اطمینان نازل کیا تاکہ ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو جائے۔

(18) سورۃ ابراہیم، آیت 24، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح مثال دی ہے: اچھی بات کہ جو اچھے درخت کی طرح ہے۔

(19) امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی خط سوویت یونین کے آخری رہنما میخائیل گورباچوف کے حوالے کیا جانا۔

(20) محترمہ مرضیہ حدیدچی دباغ